

دل بے مدعا سے بھی مرزا کا مدعا یہ نہیں کہ دل میں کوئی آرزو، کوئی تمنا باقی ہی نہ رہے، مدعا صرف یہ ہے کہ چھوٹی چھوٹی اور معمولی باتوں کے لیے، جن کی حیثیت ہراسر و نیوی ہے، مانگنا مناسب نہیں۔

۲۔ شرح : اے خدا! مجھ سے میرے گناہوں کا حساب نہ مانگ، کیونکہ جب حساب کا معاملہ سامنے آئے گا تو گناہوں کے ساتھ مجھے یہ بھی یاد آتا جائے گا کہ کون کون سی حسرتیں دل میں رہ گئیں اور گناہ بھی بہ اندازہ شایاں نہ کر سکا۔ ان حسرتوں کے داغ دل پر موجود ہیں اور گناہوں کا حساب دیتے وقت وہ تمام داغ تازہ ہو جائیں گے۔

مرزا کو یہ مضمون بہت پسند ہے۔ اردو میں وہ دوسری جگہ کہتے ہیں۔

ناکردہ گناہوں کی بھی حسرت کی ملے داد

یارب اگر ان کردہ گناہوں کی سزا ہے

پھر ناری کی ایک غزل میں فرماتے ہیں :

اندر آں روز کہ پریش رود از ہر چہ گزشت

کاش بامن سخن از حسرت مانیز کنند

یعنی جس روز اعمال کی پریش ہوگی، کاش اُس روز میری حسرتوں کے متعلق

بھی بات چیت کر لی جائے۔

مثنوی "ابو گربا" میں یہ مضمون تفصیل سے بیان کیا ہے، جس کا خلاصہ خواجہ

حالی مرحوم نے اس شعر کی شرح کرتے ہوئے "یادگار غالب" میں پیش کر دیا ہے۔

خواجہ مرحوم فرماتے ہیں :

"بظاہر درخواست کرتا ہے کہ اے خدا! مجھ سے میرے گناہوں کا

حساب نہ مانگ اور درپردہ الزام دیتا ہے۔ گویا کہتا ہے کہ گناہوں کا

حساب کیونکر دوں؟ وہ شمار میں اس قدر زیادہ ہیں کہ جب ان کو شمار

کرتا ہوں تو وہ داغ، جو تو نے دنیا میں دیے ہیں اور جو شمار میں اسی